نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

فرقہ وارانہ فسادات اور اس کے مضمرات

ان دنوں ایک بار پھر بد قسمت مملکت خداداد پاکستان باہمی مسلکی انتشار اور فرقہ وارانہ فسادات کی شدید لپیٹ میں ہے شہر' بستی' بازار اور میدانوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے گھر مساجد بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہے۔ جو امن سلامتی اور طمانیت قلب کی واحد جگہ بچی تھی' آخر اس بگاڑ اور فسادات پر مبنی معاشرہ کو کیا نام دیا جائے؟ کیا ہمارے معاشرے اور ہم پر حقیقی مسلمان کی تعریف صادق آتی ہے؟ اور کیا ہمارے قول و فعل اور دست و زبان سے دوسرا مسلمان بھائی محفوظ ہے؟ آخر ہم اس ملک و ملت کو کس طرف لے جارہے ہیں؟ آپس کے صدیوں سے جاری اختلافات اور سیاسی نظریات کی چپقلش کے باعث ہم اپنے دین اور وطن کو جگ ہنسائی کا سامان بناتے جارہے ہیں۔ آخر غیر جانبدار بے گناہ اور مظلوم سنی اور اہل تشیع افراد کی مسجدوں اور بازاروں میں قتل عام سے اپنے اپنے مسلکوں کی کون سی خدمت کی جارہی ہے؟ خون مسلم کی ارزانی اس مسلم کش عہد میں کچھ کم تو نہ تھی کہ اسلام کے نام لیواؤں نے بھی اس میں ہاتھ رنگنے شروع کردیئے۔

گزشتہ ایک ماہ میں حق نواز جھنگوی کی پھانسی کے رد عمل کے طور پر درجنوں بے گناہ افراد مولی گاجر کی طرح کاٹے گئے۔ (حالانکہ حکومت کو پیش آمدہ خطرات سے آگاہ ہونا چاہیے تھا اور اس کا کوئی قابل قبول حل ڈھونڈنا چاہیے تھا تو حالات اتنی کشیدگی کی حد تک نہ پہنچتے) پہلے شیخوپورہ میں موت کا بازار سجایا گیا تو اس کے فوراً بعد ہنگو میں چنگیزی بربریت کو شکست دی گئی اور پھر لاہور میں عبادت میں مصروف نمازیوں پر قیامت برپا کردی گئی۔ ان پے در پے لرزہ خیز واقعات نے ملک و ملت کو خون کے آنسوؤں میں ڈبو دیا۔ گویا ملک نہیں ایک مقتل ہے' ایک ذبح خانہ ہے اور میدان کارزار ہے۔ جہاں قانون اور حکومت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لوگ مسجدوں میں پانچ وقت کی نماز خوف کی وجہ سے متروک کرچکے ہیں یہاں تک کہ جمعہ اور عیدین میں بھی خلق خدا ہچکچاہٹ محسوس کرتی ہے۔ اور اوپر سے محرم کی آمد آمد ہے جس میں کشیدگی اپنے انتہا کو چھوتی نظر آتی ہے معلوم نہیں کہ اس مقدس اور مبارک مہینے میں کتنے بے گناہ افراد فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھائے جائیں گے۔ حکومت کے کل پرزے اور انتظامیہ روایتی جمع خرچ سے کام لے رہی ہے اور ان فوجی حکمرانوں کی تمام تر توجہ نئی مسلم لیگ کی "تولید و تناسل" میں لگی ہوئی ہے اور وزیر داخلہ اور اس کی ماتحت وزارت' دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کو

ستانے میں مصروفِ عمل ہے۔ دہشت گردوں کو کھلا چھوڑا گیا ہے تاکہ وہ اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور انسانی سروں کے ایسے بلند وبالا مینار قائم کرلیں جن کی وحشت اور بلندی کے سامنے چنگیز خان اور ہلاکو خان کی بربریت شرمندہ نظر آئے۔ معلوم نہیں اس شب دیجور کی انتہا کب ہوگی ؟ حکومت کئی بار فسادات کے خلاف اقدامات کرنے کا اعلان کرتی ہے لیکن آج تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ غیر جانبدار علمأ بیچارے بھی اس آگ کو بجھاتے بجھاتے خود بھی اس کا ایندھن بن گئے اور باقی جو بچے ہیں وہ بھی لاچار و بیزار ہو کر ایک طرف ہو گئے ہیں۔ ملی یکجہتی کونسل کی کوششیں بھی اس باب میں کارگر اور دیرپا ثابت نہ ہو سکیں۔ سازشی اور سیاسی عناصر سمیت دونوں فریقوں نے بھی اس کام کو بڑھنے نہیں دیا۔ اس کا نتیجہ آج سب کے سامنے ہے۔

دراصل شیعہ سنی کے نام پر فسادات کے پیچھے کئی خفیہ طاقتیں کارفرما ہیں اور یقیناً ان قوتوں کا علم حکومت کو بھی ہے لیکن وہ اس کا سنجیدہ حل نہیں ڈھونڈتی اور نہ ہی وہ ان قوتوں کو بے نقاب کرنا چاہتی ہے اور نہ ہی ملک میں پھیلے ہوئے دل آزار لٹریچر کی طباعت واشاعت کو رکوانے اور ان کو پھیلانے والوں کے خلاف کاروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ جب تک کہ کنویں سے غلاظت نہیں نکالی جائے گی محض پانی کے چند ڈول نکالنے سے کنواں ہرگز پاک نہیں ہوگا۔ ہماری نظر میں پھانسیاں اور پابندیاں اس مسئلے کا مستقل حل نہیں ہیں بلکہ ان عوامل اور مضمرات کا گہرائی سے جائزہ لینا چاہیے اور قومی مشاورت بُلا کر مستقل حل ڈھونڈھ کر ان کا تدارک کرنا چاہیے۔ جن کی بنأ پر فسادات کا یہ سیاہ طوفان وقفہ وقفہ سے ملک وملت کی کشتی کو قعرِ مذلت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ان جگرپاش حالات میں پوری امت مسلمہ کی وحدت ویکجہتی اور اتحاد کا خواب تو بس ایک خواب ہی رہ گیا ہے اور علامہ اقبالؒ کا یہ شعر کہ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

کی تعبیر تو ہمارے عہد میں ظہور پذیر نہ ہوئی اور نہ مستقبل قریب میں اس کا کوئی امکان ہے۔ پھر گردشِ حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ حرم کی پاسبانی کرنے والے خود حرم کی بیٹیوں (مساجد) کے تقدس کی دھجیاں اڑاتے پھر رہے ہیں اور ساحلِ نیل کے باسیوں سے لے کر کاشغر اور مزارا تک کے مسلمانوں میں تفرقے، تعصب وتحزب کی آندھیوں نے انسانی عظمت واحترام کی ایسی خاک اڑائی ہے کہ آج اقوام عالم میں ان کی پہچان ہی مسخ ہوگئی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں ؟

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة .... (الاية)

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی کراهیة اکل الثوم و البصل

پیاز اور لہسن کی کراہت کا بیان

حدثنا اسحاق بن منصور حدثنا یحییٰ بن سعید القطان عن ابن جریج حدثنا عطاء عن جابرؓ قال قال رسول الله ﷺ من اکل عن هذا قال اول مرة الثوم ثم قال الثوم والبصل والکرات فلا یقربن فی مساجد نا ۔

هذا حدیث حسن صحیح ۔ وفی الباب عن عمرؓ وابی ایوبؓ وابی هریرةؓ و ابی سعیدؓ و جابر بن سمرةؓ وقرةؓ و ابن عمرؓ

ترجمہ : ہمیں اسحاق بن منصور نے اور ان کو یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابنِ جریج سے روایت کی اور ان کو عطاء بن ابی رباح نے جابرؓ سے روایت کی آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسے کھایا راوی نے پہلے لہسن اور پھر لہسن، پیاز اور گندنا کہا پس وہ ہمارے پاس ہماری مساجد میں نہ آئے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں حضرت عمرؓ، ابو ایوب انصاریؓ، ابو ہریرہؓ ابو سعید الخدریؓ، جابر بن سمرہؓ، قرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی روایات مروی ہیں۔

تشریح : سبزیوں میں بعض سبزیاں ایسی ہیں جب وہ کچی ہوتی ہیں تو ان سے بدبو آتی ہے اور جب پک جائیں تو اس سے ناگوار بو ختم ہو جاتی ہے جیسے پیاز، گندنا، لہسن وغیرہ یہ سبزیاں کچا کھانے کے بعد منہ سے بو آتی ہے اور جب پکا کر کھائی جائے تو پھر بدبو نہیں آتی۔ اس باب میں ایسی چیزوں کی کراہت بیان کی جارہی ہے اور اگلے باب میں رخصت۔